سورہ روم — بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ — ایت نمبر(۳۱-۳۲)

وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ○ مِنَ الَّذِيْنَ فَرَّقُوا دِيْنَهُمْ وَكَانُوا شِيَعًا كُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ ○

ترجمہ: اور نہ ہو جانا تم مشرکوں میں سے یعنی ان لوگوں میں سے جنہوں نے پھوٹ ڈال دی اپنے دین میں اور بٹ گئے فرقوں میں۔ ہر فرقہ اس (طریقے) پر جو ان کے پاس ہے مگن ہے۔

خطبہ

جمعة المبارک

[17 رمضان المبارک 1431ھ بمطابق 27 اگست 2010]

عنوان

سیلاب کی تباہ کاریاں ور ہماری ذمہ داریاں

زیر اہتمام: شعبہ دینی امور جوھری ٹرسٹ (جامع مسجد محمدی نئی آبادی اثاری سرویہ لاہور)

نوٹ: ہم وضاحت کے ساتھ یہ بات آپ کے علم میں لانا چاہتے ہیں کہ الحمد اللہ ہمارا کسی فرقہ کسی مسلک کسی سیاسی گروہ یا جماعت سے کوئی تعلق نہیں ہے ہمارا عزم ہے کہ ہم نے اپنے معاشرے سے انتشار اور افتراق (صوبائیت لسانیت فرقہ واریت) کو ختم کرنا ہے اور بہترین معاشرہ بنانا ہے اس کیلئے ہم نے ایک انسانی کوشش شروع کی ہے اور ہر انسانی کوشش میں غلطیوں کا امکان رہتا ہے لہذا ہماری تحریر میں جو کچھ صحیح نظر آئے تو قرآنی ہے اور جہاں کہیں غلطی نظر آئے وہ ہماری اپنی کوتاہی ہے اس ادنی سی کوشش کو آپ تک پہنچانے کیلئے خطبات کا سلسلہ ایک کڑی ہے ہم امید رکھتے ہیں کہ آپ ہماری اس کاوش کو سراہیں گے اور آپ کو ہم اپنے شانہ بشانہ پائیں گے۔ اللہ پاک ہمیں استقامت دے اور معاشرتی بہتری کیلئے زیادہ سے زیادہ کردار ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

بتعاون: محترم جاوید اختر جوھری صاحب صدر جوھری ٹرسٹ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَّا نَبِیَّ بَعْدَہٗ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہِ الَّذِیْنَ اَوْفُوْ عَھْدَہٗ

اَمَّا بَعْدُ۔

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

وَالَّذِیْنَ جَاھَدُوْا فِیْنَا لَنَھْدِیَنَّھُمْ سُبُلَنَا وَاِنَّ اللّٰہَ لَمَعَ الْمُحْسِنِیْنَ ○

صَدَقَ اللّٰہُ وَصَدَقَ رَسُوْلِہِ النَّبِیُّ الْکَرِیْمِ ○

سامعین ذی وقار قابل صد احترام:

آج ہمارے ملک کا آدھا حصہ سیلاب میں ڈوبا ہوا ہے کروڑوں لوگ بے گھر ہو چکے ہیں سونامی سے بھی بڑی تباہی سیلاب سے ہوئی ہے اس مشکل وقت اور مشکل گھڑی میں ہمارے بھائی ہماری مدد کے منتظر ہیں قرآن میں اللہ نے فرمایا ہے اگر تم اللہ کے حکم کا خیال رکھتے ہوئے کسی مجبور کی مدد کرو گے تو اللہ تمہاری مدد کرے گا اسلام انسانیت کی مدد اور انسان کی جان بچانے کی ترغیب دیتا ہے کہ جس نے ایک انسان کی جان بچائی اس نے پوری انسانیت کی جان بچائی اللہ نے صرف مسلمان کی نہیں بلکہ انسان کی جان بچانے کی بات کی ہے انسان کسی بھی مذہب سے تعلق رکھتا ہو کسی بھی رنگ اور نسل کا ہو مگر ایک انسان پر دوسرے انسان کی جان بچانا فرض ہے ہماری قوم کے لوگ آج جس آزمائش میں مبتلا ہیں پوری قوم پر بحیثیت مسلمان فرض ہے کہ ہم ان کی ہر طرح سے مدد کریں یہ ملک پاکستان جن حالات سے دوچار ہے کبھی زلزلہ آتا ہے لاکھوں لوگ موت کے منہ میں چلے جاتے ہیں کبھی سیلاب کبھی خشک سالی کبھی غذائی بحران کبھی لوڈشیڈنگ کا عذاب یہ سب امتحانات ہیں اس لیے کہ یہ ملک رب کا عطیہ ہے یہ ملک نبی ﷺ کی سرپرستی میں وجود میں آیا تھا ایک خاص مقصد کیلئے اور ایک خاص مشن کیلئے اور خاص پروگرام کیلئے نہ تو اس میں مقصد پورا ہو رہا ہے نہ تو وہ مشن پورا ہوا جس کیلئے ملک حاصل کیا گیا تھا جس کیلئے چھ لاکھ انسانوں نے خون دیا تھا تحریک پاکستان بھی دل لرزا دینے والی کہانی ہے مسلمانوں نے اپنی آنکھوں کے سامنے اپنے بچوں کو کٹتے دیکھا تھا مردوں کے سامنے انکی بیویوں کو جلا دیا گیا تھا معصوم بچے یتیم ہو گئے تھے ریلوے سٹیشن اور شہر مسلمانوں کے خون سے رنگین ہو گئے تھے اتنی قربانیاں دی گئیں اس ملک کیلئے مگر ہم نے رب سے بھی دھوکہ کیا اور حضور ﷺ سے بھی دھوکہ کیا اس لیے آج ہم آزمائشوں کا شکار ہیں آئیے آپ کو پاکستان کی روحانی اساس کے متعلق آگاہ کرتے ہیں اور ایک ایسے ولی سے ملاتے ہیں جو کہ تھری پیس اور ٹائی سجاتا تھا اور جس کی داڑھی نہیں تھی۔

مفکر پاکستان علامہ اقبالؒ نے اپنی طالب علمی کے دوران لندن میں ایک روحانی منظر دیکھا جس کو" مارچ 1907ء" (بانگ درا) کے عنوان سے شعری قالب میں ڈھالا۔ علامہ اقبال نے گول میز کانفرنس کی شرکت کے دوران کیمبرج یونیورسٹی کے طلبہ وطالبات کو اپنے مذکورہ روحانی منظر اور اشعار کا پس منظر بتایا مذکورہ غزل میں علامہ اقبال نے پیشگوئیاں کیں۔ پہلی پیشگوئی زوال مغرب دوسری احیائے اسلام، تیسری احیائے اسلام اور عشق رسول ﷺ کا مرکز حرمین شریفین سے دور پاک افغان خطے کو قرار دیا۔ علامہ اقبال نے مزید فرمایا کہ میری دوربین نظر خطے میں نبیؐ محترم کا تصرف نمایاں طور پر دیکھ رہی ہے۔ خطہ میں دوبارہ غزوہ بدر اور حنین کا منظر بن رہا ہے۔

به مشتاقاں حدیث خواجہ بدر وحنین آور

تصرف ہائے پنہانش به چشم آشکار آمد

علامہ اقبال اور دیگر مسلم قیادت نے قائداعظم سے واپسی کا متواتر مطالبہ کیا۔ علامہ اقبال نے واضح طور پر قائداعظم کو خط میں لکھا کہ" فقط آپ ہی ہندی مسلمانوں کو غلامی سے آزادی دلا سکتے ہیں" جب قائداعظم واپس آئے تو علامہ اقبال نے مسلم لیگ کی تنظیم نو میں عملاً سرگرمی کا اظہار کیا اور ایک موقع پر نہرو سے ملاقات کے دوران کہا کہ میں قائداعظم کا ادنیٰ سپاہی ہوں۔ علامہ اقبال نے 1930ء کے خطبہ الہ آباد میں کہا کہ" میں دیکھتا ہوں کہ پنجاب، سرحد، سندھ اور بلوچستان کو ملا کر ایک اسلامی ریاست بنا دی جائے۔ مجھے یہ نظر آ رہا ہے کہ شمال مغربی ہند کے مسلمان کو بالآخر ایک ہندوستانی مسلم ریاست بنانا پڑے گی اور یہی ان کی تقدیر ہے۔"

14 اگست 1967ء کے پاکستان ٹائمز میں شامل مضمون بعنوان" اقبال نے قائداعظم کو کیوں چنا؟" میں لکھا ہے کہ جناح ملت اسلامیہ کو منزل مقصود تک پہنچائیں گے۔ مجھے یقین ہے کہ مسٹر جناح سے بڑھ کر کوئی دوسرا رہنما اس مشکل کام کو سرانجام نہیں دے سکتا"۔ قرارداد پاکستان 23 مارچ 1940ء کے موقع پر قائداعظم نے

واضح طور پر کہا کہ میں نے وہی کچھ کیا ہے جو علامہ اقبال مجھے کہتے رہے۔ نیز آپ نے فرمایا کہ "اقبال میرے دوست مرشد اور رہنما تھے" پاکستان کی روحانی اساس کے حوالے سے تقریباً تمام اہل دل اور سجادہ نشین مرشد پاک و ہند قائداعظم کے معاون تھے۔ مولانا اشرف علی تھانوی اور مولانا محمد حسین احمد مدنی کے رویائے صادقہ کی تفصیلات عام ہیں مولانا اشرف علی تھانوی کی بصارت کا یہ عالم ہے کہ آپ نے فرمایا کہ قائداعظم کی نماز جنازہ مولانا شبیر احمد عثمانی پڑھا رہے ہیں اور مولانا شبیر احمد عثمانی کی نماز جنازہ مولانا ظفر عثمانی پڑھا رہے ہیں۔ مولانا شبیر احمد عثمانی نے 1947ء کے دوران موچی دروازہ کے جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ میں قیام پاکستان کا اس لئے حامی ہوگیا ہوں کہ خواب میں قائداعظم کی طرف اشارہ کرتے ہوئے سید البشر نے مجھ سے فرمایا کہ دیکھو اس شخص کی ہرگز مخالفت نہ کرنا۔ یہ میری مظلوم امت کیلئے ہندوستان میں بہت بڑی خدمات سرانجام دے رہا ہے۔ جو اس کی مخالفت کرے گا پاش پاش ہو جائے گا" (نوائے وقت سنڈے میگزین، صفحہ 10، 13 جون 2010ء) سید نصیر الدین گولڑی نے (ماہنامہ ساندل سویرا، اسلام آباد اکتوبر 1997ء صفحہ 15) میں لکھا ہے کہ میرے دادا محترم بابوجی (حضرت محی الدین گیلانی) قائداعظم کے بظاہر غیر شرعی حلیے اور وضع قطع کے حوالے سے تذبذب کا شکار تھے کہ حضرت خواجہ غریب نواز کے درگاہ میں ایک شخص نے آپ سے ایک خواب بیان کیا کہ انہیں سرکار دو عالم کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ ان کے سامنے میز پر ایک فائل پڑی ہے۔ چند لمحے بعد پینٹ کوٹ میں ملبوس ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپؐ نے وہ فائل اس شخص کو تھماتے ہوئے فرماتے ہیں کہ یہ پاکستان کی فائل ہے۔ وہ پینٹ کوٹ میں ملبوس شخص قائداعظم تھے۔ مفتی عبد الرحمان نے اپنی کتاب "مشاہدات وواردات" صفحہ 148، میں لکھا ہے کہ 1948ء میں .... کے خادم خاص اسحاق علی صاحب تھے۔ گنبد خضریٰ کے اندر آنے جانے کے بھی مجاز تھے اسحاق صاحب ایک ذمہ دار پاکستانی شخص کو بتایا کہ جس روز قائداعظم کا انتقال 11 ستمبر 1948ء کو ہوا انہیں زیارت رسول نصیب ہوئی۔ آپؐ بہت مسرور نظر آرہے تھے۔ آپ نے فرمایا آج ہمارا محب آرہا ہے۔ اس کی آمد کی خوشی منا و جب دریافت کیا کہ حضورؐ وہ کون ہیں تو ارشاد فرمایا محمد علی جناح۔ آپ نے پاکستان کی روحانی اساس کا سچا واقعہ سنا کوئی بھی شخص جو رسول اللہ ﷺ کا امتی ہے وہ نبی کی طرف جھوٹ منسوب نہیں کرسکتا اور ولی بھی صرف وہ نہیں ہوتا جو ظاہری اعتبار سے ہمارے تصور کے مطابق ہو۔ قائداعظم، علامہ اقبال اللہ کے ولی تھے اسی لیے ان سے اللہ نے کام لیا اگر آج بھی پوری قوم اللہ کی طرف رجوع کرے اور اللہ کو راضی کرلے اپنے اندر وہ صفات پیدا کرلے جنکا اللہ نے حکم دیا ہے اور اللہ ہم سے راضی ہوجائے گا اور یہ تباہی، یہ بربادی مسلمانوں کا یوں پریشان ہونا یہ سب کچھ ختم ہوجائیگا۔ پریشانی کے ان لمحات میں ابوالکلام آزاد کی ایک تقریر پیش خدمت ہے۔ سنیئے اور کان کھول کے سنیئے۔

مولانا ابوالکلام آزاد نے آج سے 60 سال قبل کیا پیغام دیا تھا۔

چند برسوں کی بھلی بسری کہانیاں یاد آجاتی ہیں۔ تمہیں یاد ہے میں نے تمہیں پکارا تم نے میری زبان کاٹ لی، میں نے قلم اٹھایا اور تم نے میرے ہاتھ قلم کردیے، میں نے چلنا چاہا تم نے میرے پاؤں کاٹ دیے۔ میں نے کروٹ لینی چاہی تم نے میری کمر توڑ دی حتیٰ کہ پچھلے سات برس کی تلخ نوا سیاست جو تمہیں آج داغ جدائی دے گئی ہے اس کے عہد شباب میں بھی میں نے تمہیں خطرے کی شاہراہ پر جھنجھوڑا، لیکن تم نے میری صدا سے نہ صرف اعتراز کیا بلکہ غفلت و انکار کی ساری سنتیں تازہ کردیں۔ نتیجہ معلوم کہ آج انہیں خطروں نے تمہیں گھیر لیا ہے جن کا اندیشہ تمہیں صراط مستقیم سے دور لے گیا تھا۔

سچ پوچھو! تو میں ایک جمود ہوں یا ایک دور افتادہ صدا، جس نے وطن میں رہ کر بھی غریب الوطنی زندگی گزاری ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ جو مقام میں نے پہلے دن اپنے لیے چن لیا تھا۔ وہاں میرے بال و پر کاٹ دیے گئے ہیں یا میرے آشیانہ کیلئے جگہ نہیں رہی، بلکہ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ میرے دامن کو تمہاری دست درازیوں سے گلہ ہے۔ میرا احساس زخمی اور میرے دل کو صدمہ ہے۔ سوچو تو سہی! تم نے کون سی راہ اختیار کی؟ کہاں پہنچے اور اب کہاں کھڑے ہو؟ کیا یہ خوف کی تازگی نہیں؟ کیا تمہارے حواس میں اختلال نہیں آگیا ہے؟ یہ خوف تم نے خود ہی فراہم کیا ہے۔ یہ تمہارے اپنے اعمال کے پھل ہیں۔ ابھی کچھ زیادہ عرصہ نہیں بیتا جب میں نے تم سے کہا تھا کہ دو قوموں کا نظریہ حیات معنوی کیلئے مرض الموت کا درجہ رکھتا ہے۔ اس کو چھوڑ دو! یہ ستون جن پر تم نے بھروسہ کیا ہے نہایت تیزی سے ٹوٹ رہے ہیں لیکن تم نے سنی ان سنی برابر کردی اور یہ نہ سوچا کہ وقت اور اس کی تیز رفتاری تمہارے لیے اپنا ضابطہ تبدیل نہیں کرسکتے۔ وقت کی رفتار تھمی نہیں، تم دیکھ رہے ہو کہ جن سہاروں پر تمہیں بھروسہ تھا وہ تمہیں لاوارث سمجھ کر تقدیر کے حوالے کرگئے۔ وہ تقدیر جو تمہاری دماغی لغت کے منشا سے مختلف مفہوم رکھتی ہے یعنی ان کے نزدیک فقدان ہمت کا نام تقدیر ہے۔

انگریز کی بساط تمہاری خواہش کے برخلاف الٹ دی گئی اور راہنمائی کے وہ بت جو تم نے وضع کیے تھے وہ بھی دغا دے گئے، حالانکہ تم نے یہی سمجھا تھا کہ وہ بساط ہمیشہ کیلئے بچھائی گئی ہے اور ان ہی بتوں کی پوجا میں تمہاری زندگی ہے۔ میں تمہارے زخموں کو کریدنا نہیں چاہتا اور تمہارے اضطراب میں مزید اضافہ میری خواہش نہیں، لیکن اگر کچھ دور ماضی کی طرف پلٹ جاؤ تو تمہارے لیے بہت سی گرہیں کھل سکتی ہیں۔ ایک وقت تھا، میں نے پاکستان کی آزادی کو حصول کا احساس دلاتے ہوئے تمہیں پکارا تھا اور کہا تھا:

جو ہونے والا ہے اس کو کوئی قوم اپنی نحوست سے روک نہیں سکتی۔ پاکستان کی تقدیر میں سیاسی انقلاب لکھا جا چکا ہے اور اس کی غلامانہ زنجیریں بیسویں صدی کی ہوائے حریت سے کٹ کر گرنے والی ہیں۔ اگر تم نے وقت کے پہلو بہ پہلو قدم اٹھانے سے پہلوتہی کی اور تعطل کی موجودہ زندگی کو اپنا شعار بنائے رکھا تو مستقبل کا مؤرخ لکھے گا کہ تمہارے گروہ نے جو سات کروڑ انسانوں کا ایک غول تھا ملک کی آزادی کے بارے میں وہ رویہ اختیار کیا جو صفحۂ ہستی سے محو ہو جانے والی قوموں کا شیوہ ہوا کرتا تھا۔ آج پاکستان کا جھنڈا اپنے پورے شکوہ سے لہرا رہا ہے، یہ وہی جھنڈا ہے جس کی اڑانوں سے حاکمانہ غرور کے دل آزاد قہقہے تمسخر کیا کرتے تھے۔

یہ ٹھیک ہے کہ وقت نے تمہاری خواہشوں کے مطابق انگڑائی نہیں لی، بلکہ اس نے ایک قوم کی پیدائشی حق کے احترام میں کروٹ بدلی اور یہی وہ انقلاب ہے جس کی کروٹ نے تمہیں بہت حد تک خوفزدہ کر دیا ہے۔ تم خیال کرتے ہو کہ تم سے کوئی اچھی شے چھین لی گئی ہے اور اس کی جگہ بری شے آ گئی ہے۔ ہاں تمہاری بے قراری اسی لیے ہے کہ تم نے اپنے تئیں اچھی شے کیلئے تیار نہیں کیا تھا اور بری شے کو ماوی و ملجا سمجھ رکھا تھا میری مراد غیر ملکی غلامی سے ہے جس کے ہاتھوں تم نے مدتوں حاکمانہ طمع کا کھلونا بن کر زندگی بسر کی ہے۔ ایک دن تھا کہ جب ہماری قوم کے قدم کسی جنگ کے آغاز کی طرف تھے اور آج تم اس جنگ کے انجام سے مضطرب ہو۔ آخر تمہاری عجلت پر کیا کہوں؟ کہ ادھر سفر کی جستجو ختم نہیں ہوئی اور ادھر گمراہی کا خطرہ بھی پیش آ گیا۔

اب یہ ہمارے دماغوں پر منحصر ہے کہ ہم کسی اچھے انداز فکر میں بھی سوچ سکتے ہیں یا نہیں، اسی لیے میں نے نومبر کے دوسرے ہفتے میں ہندوستان کے مسلمان رہنماؤں کو دہلی بلانے کا قصد کیا ہے۔ دعوت نامے بھیج دیے گئے ہیں۔ ہراس موسم عارضی ہے۔ میں تم کو یقین دلاتا ہوں تم کو ہمارے علاوہ کوئی زیر نہیں کر سکتا۔ میں نے ہمیشہ کہا اور آج پھر کہتا ہوں کہ تذبذب کا راستہ چھوڑ دو! شک سے ہاتھ اٹھا لو اور بدعملی کو ترک کر دو۔ یہ تین دھارے کا انوکھا خنجر لوہے کی اس دو دھاری تلوار سے زیادہ کاری ہے جس کی گھاؤ کی کہانیاں میں نے تمہارے نوجوانوں کی زبانی سنی ہیں۔

یہ فرار کی زندگی جو تم نے ہجرت کے مقدس نام پر اختیار کی ہے۔ اس پر غور کرو! اپنے دلوں کو مضبوط بناؤ اور اپنے دماغوں کو سوچنے کی عادت ڈالو! اور پھر دیکھو کہ یہ تمہارے فیصلے کتنے عاجلانہ ہیں۔ آخر کہاں جا رہے ہو اور کیوں جا رہے ہو؟

یہ دیکھو! مسجد کے بلند مینار تمہیں اچک کر یہ سوال کرتے ہیں کہ تم نے اپنی تاریخ کے صفحات کو کہاں گم کر دیا ہے؟ ابھی کل کی بات ہے کہ جمنا کے کنارے تمہارے قافلوں نے وضو کیا تھا اور آج تم ہو کہ تمہیں یہاں رہتے ہوئے خوف محسوس ہوتا ہے، حالانکہ سرزمین دہلی تمہارے خون سے سینچی ہوئی ہے۔

عزیزو! اپنے اندر ایک بنیادی تبدیلی پیدا کرو۔ جس طرح آج سے کچھ عرصہ پہلے جوش و خروش بے جا تھا۔ اسی طرح آج یہ تمہارا خوف و ہراس بھی بے جا ہے، مسلمان اور بزدلی یا مسلمان اور اشتعال ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے۔ سچے مسلمانوں کو نہ تو کوئی طمع ہلا سکتی ہے اور نہ کوئی خوف ڈرا سکتا ہے۔ چند انسانی چہروں کے غائب از نظر ہو جانے سے ڈرو نہیں۔ انہوں نے تمہیں جانے کے لیے اکٹھا کیا تھا۔ آج انہوں نے تمہارے ہاتھ سے اپنا ہاتھ کھینچ لیا ہے تو یہ عیب کی بات نہیں۔ یہ دیکھو! تمہارے دل تو ان کے ساتھ ہی رخصت نہیں ہو گئے۔ اگر دل ابھی تک تمہارے پاس ہیں تو اسے خدا کی جلوہ گاہ بناؤ۔ جس نے آج سے تیرہ سو برس پہلے عرب کے ایک امی کی معرفت میں فرمایا تھا۔

''جو خدا پر ایمان لائے اور اس پر جم گئے تو پھر ان کیلئے نہ تو کسی طرح کا ڈر ہے اور نہ کوئی غم''

ہوائیں آتی ہیں گزر جاتی ہیں، صرصر سہی، لیکن اس کی عمر کچھ زیادہ نہیں۔ ابھی دیکھتی آنکھوں ابتلا کا موسم گزرنے والا ہے یوں بدل جاؤ جیسے تم پہلے کبھی اس حالت ہی میں نہ تھے۔ میں کلام میں تکرار کا عادی نہیں ہوں، لیکن مجھے تمہاری تغافل کیشی کے پیش نظر بار بار یہ کہنا پڑتا ہے کہ تیسری طاقت اپنے گھمنڈ کا پشتارہ اٹھا کر رخصت ہو چکی ہے، جو ہونا تھا وہ ہو کر رہا۔ سیاسی ذہنیت اپنا پچھلا سانچہ توڑ چکی ہے اور اب نیا سانچہ ڈھل رہا ہے۔ اگر اب بھی تمہارے دلوں کا معاملہ بدلا نہیں، پھر حالت دوسری ہے، لیکن اگر واقعی تمہارے اندر سچی تبدیلی کی خواہش پیدا ہو گئی ہے تو پھر اس طرح بدلو! جس طرح تاریخ نے اپنے تئیں بدل لیا ہے۔ آج بھی ہم ایک دور

انقلاب کو پورا کر چکے ہیں۔ ہمارے ملک کی تاریخ میں کچھ صفحے خالی ہیں اور ہم ان صفحوں میں زیب عنوان بن سکتے ہیں، مگر شرط یہ ہے کہ ہم اس کیلئے تیار ہو جائیں۔
عزیزو! تبدیلیوں کے ساتھ چلو، یہ نہ کہو کہ ہم اس تغیر کیلئے تیار نہ تھے، بلکہ اب تیار ہو جاؤ! ستارے ٹوٹ گئے، لیکن سورج تو چمک رہا ہے، اس سے کرنیں مانگ لو اور ان اندھیری راہوں میں بچھا دو۔ جہاں اجالے کی سخت ضرورت ہے۔
میں تم سے نہیں کہتا کہ تم حاکمانہ اقتدار کے مدرسے سے وفاداری کا سرٹیفکیٹ حاصل کرو اور کاسہ لیسی کی وہی زندگی اختیار کرو جو غیر ملکی حاکموں کے عہد میں ماضی کی یادگار کے طور پر نظر آرہے ہیں وہ تمہارا ہی قافلہ تھا۔ انہیں بھلاؤ نہیں۔ انہیں چھوڑو نہیں۔ ان کے وارث بن کر رہو اور سمجھ لو کہ اگر تم بھاگنے کیلئے تیار نہیں تو پھر تمہیں کوئی طاقت بھگا نہیں سکتی۔ آؤ! عہد کرو کہ یہ ملک ہمارا ہے، ہم اس کیلئے ہیں اور اس کی تقدیر کے بنیادی فیصلے ہماری آواز کے بغیر ادھورے ہی رہیں گے۔
آج زلزلوں سے ڈرتے ہو، کبھی تم خود ایک زلزلہ تھے۔ آج تم اندھیرے سے کانپتے ہو، کیا یاد نہیں کہ تمہارا وجود ایک اجالا تھا۔ یہ بادلوں نے میلا پانی برسایا ہے، تم نے بھیگ جانے کے خدشے سے اپنے پائنچے چڑھا لیے ہیں۔ وہ تمہارے ہی اسلاف تھے جو سمندروں میں اتر گئے، پہاڑوں کی چھاتیوں کو روند ڈالا۔ بجلیاں آئیں تو ان پر مسکرا دیے۔ بادل گرجے تو قہقہوں سے جواب دیا۔ صرصر اٹھی تو اس کا رخ پھیر دیا۔ آندھیاں آئیں تو ان سے کہا کہ یہ تمہارا راستہ نہیں ہے۔ یہ ایمان کی جانکنی ہے کہ شہنشاہوں کے گریبانوں سے کھیلنے والے آج خود اپنے گریبانوں سے کھیلنے لگے اور خدا سے اس درجہ غافل ہو گئے کہ جیسے اس پر کبھی ایمان ہی نہیں تھا۔
عزیزو! میرے پاس تمہارے لیے کوئی نیا نسخہ نہیں ہے۔ وہی پرانا نسخہ ہے جو برسوں پہلے کا ہے۔ وہ نسخہ جس کو کائنات انسانی کا سب سے بڑا محسن لایا ہے۔ وہ نسخہ ہے قرآن کا یہ اعلان کیا ہے۔ لَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝
آج کی صحبت ختم ہو گئی۔ مجھے جو کچھ کہنا تھا وہ اختصار کے ساتھ کہہ چکا ہوں۔ پھر کہتا ہوں اور بار بار کہتا ہوں اپنے حواس پر قابو رکھو۔ اپنے گرد و پیش اپنی زندگی خود فراہم کرو، یہ منڈی کی چیز نہیں کہ تمہیں خرید کر لا دوں یہ تو دل کی دکان ہی میں سے اعمال صالحہ کی نقدی سے دستیاب ہو سکتی ہے۔

کیا آپ نے کبھی سوچا ہے؟

جب ہم صحیح مسلمان تھے کسی گروہ یا فرقہ میں تقسیم نہ تھے تب قرطبہ پر مسلمان حکمران تھے خلافت عثمانیہ بھی مسلمانوں کی پہچان تھی تعلیمی درسگاہیں بھی مسلمانوں کی تھی سائنسدان بھی مسلمان تھے دنیا میں ہر نئی چیز مسلمان متعارف کرواتے تھے جب سے ہم نے صوبائیت، لسانیت کو اپنایا اور فرقہ بندی کو اپنی پہچان بنایا تب سے ہم ہر شعبہ میں زوال کا شکار ہیں پستی اور ذلت مسلمانوں کا مقدر بنتی جا رہی ہے آئیے ہم پھر سے صحیح مسلمان بن جائیں اپنی پہچان بطور مسلمان کروائیں تا کہ اللہ کی رحمتوں کا نزول ہو گمشدہ علمی میراث واپس مل جائے اور عظمت رفتہ بحال ہو جائے اور پھر شان سے زندگی گزارنے لگ جائیں جیسے مدینہ منورہ کی پہلی اسلامی ریاست میں صحابہ شان سے زندگی گزارتے تھے۔
آخر میں اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ ہم سب کو قرآن کی تعلیمات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین